سوال

اگر مجھے یقین ہوکہ اگر خاوند نے ہم بستری کا مطالبہ کیا اور پھر میں نماز فجر کےلیے بیدار نہیں ہوسکوں گی تو کیا میں خاوند کے مطالبہ کو رد کرسکتی ہوں، خاص کر نماز فجر کے وقت ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اوردورود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اگر خاوند اپنی بیوی کو ہم بستری کےلیے بلاتا ہے تو بیوی کےلیے اطاعت کرنا واجب ہے؛ کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے اور خاوند رات ناراض ہوکر بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (3237) صحیح مسلم حدیث نمبر (1436).

اس لیے یہاں خاوند کی اطاعت واجب ہے، اور نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اس سے کے نتیجہ میں نماز فوت ہوجائے، جیسا کہ مالکیہ اور شافعی حضرات نے بیان کیا ہے

کیونکہ وقت سے قبل مکلف کو نماز کا نہیں کہا جائیگا لیکن جب یقین ہوجائے کہ وہ نماز کےلیے نہیں اٹھ سکے گا، اور اس نے بیدار کرنے کےلیے بھی کسی کو نہ کہا ہو تو نماز کا وقت شروع ہوجانے کے بعد سونا حرام ہے

عدوی رحمہ اللہ اجھوری سے نقل کرتے ہیں کہ :

" انسان کےلیے رات کو سونا جائز ہے، اگرچہ اس کا اعتقاد ہوکہ وہ صبح تک سویا رہے گا اور نماز نکل جائيگی؛ کیونکہ وہ ایک جائز امر کو ایسی چیز کےلیے ترک نہیں کرسکتا جو اس پر واجب بھی نہیں

جیسا کہ باجی نے اصحاب سے نقل کیا ہے، لیکن وقت شروع ہوجانے کے بعد سونے میں گزارش ہے کہ : اگر اسے یقین ہوکہ یا پھر ظن غالب ہوکہ وہ وقت نکلنے تک سویا رہے گا تو پھر اس کےلیے ایسا کرنا جائز نہیں " انتہی

یعنی جب نہ تو کسی کو بیدار کرنے کا کہا جائے، اور اٹھنے کا انتظام نہ کیا جائے تو یہ جائز نہیں، اور اگر وقت نکلنے کا شک ہو تو پھر جائز ہے " انتہی

دیکھیں : حاشیۃ العدوی علی الخرشی (220/1).

اور دردیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اسے علم بھی ہوکہ وہ سارا وقت سوتا رہے گا، لیکن اگر ظن غالب ہوکہ وقت نکلنے کے بعد تک سویا رہے گا تو پھر وقت

شروع ہوجانے کے بعد سونا جائز نہیں ہے " انتہی

دیکھیں : الشرح الصغیر (233/1).

اور حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب میں ہے :

" اگر وقت داخل ہونے سے قبل سوگیا تو حرام نہیں چاہے اس کا ظن غالب ہوکہ وہ بیدار نہیں ہوسکے گا؛ کیونکہ ابھی تو وہ اس کا مخاطب بھی نہیں ہے

اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد اس پر نیند غالب آگئی اور اس فعل پر عزم بھی تھا اور اس نے بندوبست بھی کیا تو پھر اس میں مطلقا حرمت اور کراہت نہیں ہے "

پھر یہاں تک کہتے ہیں :

" اگر علم ہوکہ وہ نیند میں زیادتی نہیں کر رہا، یا پھر اس کی حالت کا علم نہ ہو تو ایسے شخص کو نماز کے لیے بیدار کرنا سنت ہے

لیکن اگر علم ہوجائے کہ وہ نیند میں زیادتی کر رہا ہے، مثلا پتہ چل جائے کہ وہ وقت شروع ہونے کے بعد سویا ہے حالانکہ اسے وقت داخل ہونے کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وقت میں نہیں اٹھ سکے گا تو ایسے شخص کو بیدار کرنا واجب ہے " انتہی

دیکھیں : حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب (273/1).

لیکن اس میں شافعیہ کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے :

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اگر نیند غالب آجائے کہ اسے تمیز ہی نہ رہے اور نہ ہی وہ نیند کو دور کرسکتا ہو تو پھر نیند کرنا جائز ہے، یا پھر اس کے ظن غالب میں ہوکہ وہ بیدار ہوجائیگا، اور نماز اور طہارت کے لیے وقت باقی رہے گا تو پھر جائز ہے، وگرنہ حرام، چاہے وقت داخل ہونے سے قبل ہی ہو، جیسا کہ اکثر نے کہا ہے، اور اس لیے ابوزرعہ کہتے ہیں :

ان لوگوں نے جو کہا ہے یہ اس کے خلاف منقول ہے " انتہی

دیکھیں : تحفۃ المحتاج (429/1).

لہذا اوپر پہلے علماء نے جو بیان کیا ہے اس کے مطابق تو نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل سونے پر گنہگار نہیں ہوگا چاہے سارا وقت ہی نیند میں گزر جائے

اس لیے جب خاوند آپ کو بلائے تو آپ اس کی اطاعت کریں، اور نماز کے لیے بیدار ہونے کی کوشش کریں، اور اس کے لیے وسائل اور اسباب مہیا کریں، مثلا الارم لگائیں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

138498